بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

پاکستان کے تین سچے بہی خواہ جو تحریکِ اقامتِ دین کی سربراہ کاری کے جرم میں حوالۂ زنداں کئے گئے تھے ان کی خدمات سے ملک و ملّت کو محروم ہوئے آج ایک سال پانچ ماہ کا عرصہ پورا ہو چکا ہے۔

یہ حضرات جس جرم کے مجرم تھے اور ہیں، وہ ہمیشہ ــــ تاریخ کے ہر دور میں ــــ ایک ایسا جرم رہا ہے جس کو صبر و سکون سے کبھی گوارا نہیں کیا گیا، بلکہ اس جرم کے مجرموں کا استقبال ہمیشہ سامانِ دار و گیر ہی سے کیا گیا ہے۔ خدا کے دین کو ایک نظامِ زندگی کی حیثیت سے قائم کرنے کا علَم جب بھی کسی بندۂ حق نے اٹھایا ہے تو اس کا راستہ روکنے کے لئے حکومت، سرمایہ داری اور جامد مذہبیت کی مختلف طاقتیں دوش بدوش کھڑی ہو گئی ہیں۔ پھر "صد عن سبیل اللہ" کا کارِ خیر انجام دینے کی سعادت کفّار و مشرکین ہی کے لئے خاص نہیں رہی، بلکہ خدا، اس کے رسولوں، اور اس کی کتابوں پر ایمان لانے کا دعوٰی رکھنے والوں نے بھی اس "جہاد" میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہے۔ بنی اسرائیل کی پوری تاریخ ــــ اور بنی اسرائیل ہی پر کیا موقوف ہے، خود ہماری اپنی تاریخ ــــ اس قسم کی بیشمار مثالوں سے بھری پڑی ہے

مگر مسلمان جب کبھی اقامتِ دین کے علمبرداروں پر حملہ کرتا ہے تو سامنے سے نہیں کرتا، بلکہ پہلو سے وار کرتا ہے، وہ اس جرم کے مجرموں کا اصل جرم کبھی زیرِ بحث نہیں لاتا، بلکہ طرح طرح سے الزام تراشیاں کرتا ہے تاکہ اس کی اسلام دوستی کا بھرم نہ کھل جائے۔ اس نے امام حسینؓ کے خلاف تلوار اٹھائی، اس نے امام مالکؒ کو کوڑوں سے پیٹا، اس نے امام احمدؒ بن حنبل پر تشدّد کیا، اس نے امام ابو حنیفہؒ کو حوالۂ زنداں کیا اور زہر کا جام پلایا، اور پھر اس نے مجدّد الف ثانی کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کیا لیکن چونکہ وہ مسلمان تھا اسلئے اس نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں جو زیادتیاں کر رہا ہوں یہ اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے حریف اسلام کو برسرِ اقتدار لانا چاہتے ہیں اور ان کی کوششوں سے مجھے خطرہ ہے کہ میری ہی بنائی دنیا بگڑ جائیگی ــــ بلکہ اس نے اسلام

کا سچا سرپرست بن کر اور مسلمانوں کا حقیقی خیرخواہ بن کر ہمیشہ اعلان کیا ہے کہ یہ لوگ انتشار پھیلاتے ہیں، سلطنت کی تخریب کرتے ہیں، یہ عوام کی وفاداریوں میں خلل ڈالتے ہیں اور یہ لوگ اقتدار کے حریص ہیں۔

آج بھی تاریخ اس بار بار کی دہرائی ہوئی کہانی کو باندازِ نو دوہرا رہی ہے!

مولینا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولینا امین احسن اصلاحی اور میاں طفیل محمد تینوں کے بارے میں عوام الناس یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ انکا کونسا جرم ایسا ہے جس کی سزا انکو مل رہی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے جو پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا ہے اُس کی قلعی تو قریب قریب کھل چکی ہے اور لوگ اصل حقیقت کی تہ تک پہنچ چکے ہیں۔ ارباب حکومت کے اختلافِ بیان نے خود ہی اس کی پوزیشن کو کھول کر دیا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ علی الترتیب کیا کیا الزام تراشیاں کی جاتی رہی ہیں:-

(۱) سب سے پہلے تو انجام کراچی (۱۶ مئی [illegible]) کی اس خبر کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کے نمائندہ خاص نے مولینا مودودی اور جماعت اسلامی کے بارے میں حکومت کی تشویش کا حال معلوم کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا تھا۔

> "گذشتہ دنوں حکومت پاکستان کے اہم ترین محکمہ کے چند ملازمین نے جو جماعت اسلامی کے پیرو ہیں، یہ مطالبہ کیا کہ محکمہ کا نظم و نسق خالص اسلامی طریق پر چلایا جائے۔ اس واقعہ نے حکومت کی توجہ مولانا مودودی کی جانب مبذول کرائی اور اب ان کی جماعت کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔"

یہ خبر "انجام" کے حوالے سے لاہور اور پشاور کے اخبارات نے بھی شائع کی تھی اور حکومت کی طرف سے اس کی کوئی تردید نہیں ہوئی۔ بعد کے واقعات بھی اس خبر کے عین مطابق نکلے۔ ان وجوہ سے یہ خبر جماعت اسلامی اور ہمارے اکابر کی کشمکش . . . . کی اصل حقیقت کی طرف بہت ہی واضح رہنمائی کرتی ہے۔ اس خبر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو اصل شکایت اس سے پیدا ہوئی کہ اسلامی طریق پر نظم و نسق چلانے کا مطالبہ اس جماعت اور اس کے لیڈر کے ذریعے دُور دُور تک پھیلنے لگا ہے لیکن بعد میں حکومت نے رنگ بدل کے

پر مختلف پردے ڈالنے کی کوششیں کیں۔

(۲) مولینا کی گرفتاری سے قبل مسئلہ کشمیر کا ہنگامہ بپا کیا گیا اور اس کام کے لئے ایک منظم سازشی طریق کار اختیار کیا گیا جس کے چند اہم اجزاء یہ تھے:۔

ا: ایک نیم سرکاری آدمی کو مولینا مودودی سے پرائیویٹ گفتگو کرنے کیلئے بھیجا گیا۔

ب: کارِ خاص کے اس آدمی نے مولینا کی گفتگو میں تحریف کرکے مولینا کی تنبیہ کے خلاف اسے شائع کیا۔

ج: مولانا کے بیان کردہ شرعی مسئلہ میں تصرف کرکے اسے آزاد کشمیر ریڈیو سے بار بار نشر کیا جاتا رہا۔

د: بہت سے اخبارات اور مساجد کے خطیبوں کو مولانا مودودی کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے منصوبے میں استعمال کیا گیا۔

ر: محکمہ تعلقات عامہ نے جماعت اسلامی اور اس کے لیڈر کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے ایک طرف بیشمار پوسٹر شائع کئے اور دوسری طرف اس کے کارکنوں نے دیہات میں گھوم کر خوب پروپیگنڈہ کیا۔

س: "کوثر" اور "تسنیم" کو عین اسی زمانے میں بند کیا گیا تاکہ مولینا مودودی غلط فہمیوں کو صاف کرنے کے لئے پریس کی قوت سے مدد نہ لے سکیں۔

ص: مولینا کی طرف سے ۴ ستمبر کو جموں ریڈیو کے پروپیگنڈے کے مقابلے میں ایک تردیدی بیان ریڈیو پاکستان لاہور کو روانہ کیا گیا لیکن اسے نشر نہیں کیا گیا۔

اسی سازشی[۵] پروگرام کے تحت مولینا کی گرفتاری کے لئے جو فضا بنائی گئی تھی وہ مورخہ [illegible] کو ختم ہوگئی، جب کہ حکومت نے اپنے اعلان مورخہ ستمبر ۴۸ء کی رو سے کشمیر میں اپنی فوجوں کی موجودگی کا اعتراف کر لیا اور انڈین یونین سے کھلم کھلا برسرِ جنگ ہونے کی پوزیشن اختیار کر لی، اور اس کے اس اعلان کے فوراً بعد جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے حکومت کی نئی پوزیشن کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ اب پاکستان کے شہریوں کے راستے

ل۵ اس مسئلے کے متعلق پوری تفصیلات ترجمان القرآن جلد ۳۲ شمارہ ۴ کے رسائل و مسائل میں پیش کی جاچکی ہیں اور عنقریب رسائل و مسائل کا یہ حصہ علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

سے وہ شرعی رکاوٹ دُور ہوگئی ہے جس کے ہوتے ہوئے وہ اپنے کشمیری بھائیوں کے بچاؤ کی جنگ میں براہِ راست حصّہ نہیں لے سکتے تھے۔

لیکن اس تغیّرِ حالت کے باوجود حکومت کے افسر اور ملازمین اپنی پرائیویٹ صحبتوں میں مولینا مودودی کے خلاف برابر پروپیگنڈہ کرتے رہے اور جب اس کے ۲۰، ۲۲ روز بعد مولانا کی گرفتاری عمل میں لائی گئی تو بھی ان کی طرف سے نجی طور پر یہی کہا جاتا رہا کہ یہ گرفتاری مسئلہ کشمیر کی وجہ سے ہوئی ہے۔

(۳) حکومت کے افسر اور ملازم نجی طور پر تو مسئلہ کشمیر کو بنا نزاع قرار دے رہے تھے لیکن خود حکومت نے گرفتاری کے موقعہ پر جو بیان دیا اس میں مسئلہ کشمیر کا کوئی ذکر نہیں تھا بلکہ اس میں دو الزامات عائد کئے گئے تھے۔ ایک یہ کہ مولینا مودودی پاکستان کے دفاع کو کمزور کر رہے تھے اور لوگوں کو بھرتی سے روکتے تھے، دوسرے یہ کہ ملازمین حکومت کی وفاداریوں کو متزلزل کر رہے تھے۔ ان الزام تراشیوں کی حقیقت بھی ہم بارہا واضح کر چکے ہیں، یہاں اس سے بحث نہیں کہ ان میں صداقت کتنی تھی، بلکہ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مختلف مواقع پر کس طرح مختلف الزام گھڑے جاتے رہے ہیں۔

(۴) پھر قرار دادِ مقاصد پر بحث کرتے ہوئے دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں ایک غیر مسلم ممبر نے ہمارے اکابر سے یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ حضرات غیر مسلم اقلیتوں کے لئے اسلامی حکومت میں جو حقوق دے رہے ہیں، اُن کے متعلق خود اسلام کی تعلیمات کیا ہیں ___ اور اس سلسلے میں اُس نے "اسلام کا نظریہ سیاسی" (مؤلفہ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی) کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک مستند عالمِ دین کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں صراحۃً یہ بتایا گیا ہے کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو نظم و نسق کے کلیدی مناصب نہیں دیئے جا سکتے۔ اس پر وزارتی بنچوں سے سردار عبدالرب جیسا ذمہ دار شخص اٹھا کر اس غیر مسلم ممبر کو جواب دیتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ جانتے ہو، اس کتاب کا مصنّف کس حال میں ہے؟ ___ اُسے حوالہ زندان کیا جا چکا ہے۔

بغیر اس کے کہ اس جملے کو کوئی خاص معنی پہنانے کی مصنوعی کوشش کی جائے، اس سے خود بخود فوری نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ "اسلام کا نظریہ سیاسی" میں جو خیالات پیش کئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ حکومت پاکستان کی نگاہ میں انکے لکھنے والے کے خلاف تعزیری کارروائی کرنا ضروری ہے، اور یہ کہ مولینا مودودی کی گرفتاری

انہی خیالات کی وجہ سے عمل میں آئی ہے۔

اس ایک فقرے نے پچھلی ساری الزام تراشیوں کا وزن ختم کر دیا۔

(۵) اس کے بعد آخری مرتبہ جو تازہ اضافہ مولینا مودودی اور ان کے رفقاء کی میعادِ نظربندی میں کیا گیا ہے، اس کو حق بجانب ثابت کرنے کیلئے جو بیان پبلک کے سامنے رکھا گیا ہے، اس میں ان حضرات کے متعلق متعین طور پر کوئی الزام عائد کیا ہی نہیں گیا، بلکہ ملعون مغربی ڈپلومیسی کا انداز اختیار کرتے ہوئے عوام الناس کو مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ یوں کہ پہلے سیفٹی ایکٹ اور سیفٹی آرڈیننس کے استعمال کو جائز ثابت کرنے کے لئے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان قوانین کو برقرار رکھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ غیر ملکی طاقتوں سے سازباز رکھتے ہیں اور پاکستان میں جاسوسی کرتے ہیں، وغیرہ۔ اور ایسے لوگوں سے نمٹنے کیلئے ان قوانین کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ یہ بات کہنے کے بعد دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہم بڑی ہی احتیاط سے ان قوانین کو ان کے صحیح محلِ استعمال پر ہی استعمال کرتے ہیں یعنی صرف غیر ملکی ایجنٹوں اور جاسوسوں ہی پر ان کے تحت ہاتھ ڈالتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اس محتاط استعمال کی وجہ سے صرف تین کمیونسٹ اور تین جماعت اسلامی کے افراد ـــ کل چھ ـــ نظربند ہیں۔

اس بیان میں نہایت چالاکی سے مولینا مودودی اور ان کے رفقاء پر دشمن کی جاسوسی اور غیر ملکی طاقتوں سے سازباز کا الزام عائد کیا گیا ہے[۱] کہ ان مظلومین کے خلاف شکوک و شبہات اور غلط فہمیاں تو خوب پیدا ہو سکیں لیکن اگر اس بیان کو عدالت یا پریس میں چیلنج کیا جائے تو بات یوں ٹالی جا سکے کہ ان حضرات کے متعلق تو ایسی کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی، وہ تو ہم نے سیفٹی قوانین کی اہمیت کے بارے میں ایک عام اصولی چیز بیان کی تھی۔

بہرحال اس بیان میں ایک نیا الزام چسپاں کرنے کی غیر دیانتدارانہ کوشش کی گئی ہے، یہ الگ بات ہے کہ

[۱] یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ کچھ لوگوں کا تعلق پبلک سے منقطع کر کے اور ان کو الزام تراشیوں کا جواب دینے کی قدرت سے محروم کر کے انکے پیچھے عوام میں غلط فہمیاں پھیلائی جائیں۔ پھر ستم کی انتہا یہ ہے کہ مولینا مودودی نے اس مغالطہ انگیز بیان کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے جو ترديدی خط جیل سے حکومت کے پاس بھیجا تھا اسے بھی [illegible] مولینا کے حق کے خلاف پبلک کے سامنے لانے کے بجائے سیکرٹریٹ کے دفتروں میں دفن کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام بنا دیا اور مطلوبہ غلط فہمی نہ پھیل سکی۔

(۶) پھر اس کے بعد کراچی کے سرکاری حلقوں میں اندر ہی اندر ایک افواہ پھیلائی گئی کہ مولانا مودودی جیل سے جو خطوط لکھتے رہے ہیں وہ بڑے سخت ہیں اور نظر بندی میں اضافہ کی اصل وجہ یہی خطوط ہیں۔[۱]

(۷) لائل پور میں وزیر داخلہ کی خدمت میں چند اسلام دوست اصحاب حاضر ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ آخر مولانا مودودی کی رہائی میں انکا کونسا قصور حائل ہے۔ جواباً ارشاد ہوا کہ مولانا مودودی تو خیر، ان کا خلیفہ (یعنی میاں طفیل محمد سابق قیم جماعت اسلامی) بڑا خراب آدمی ہے۔

(۸) ان ساری الزام تراشیوں پر معاملہ ختم نہیں کر گیا، بلکہ "مقطع کا بند" وہ آخری الزام ہے جو وزیر اعظم پاکستان نے مشرقی پاکستان کے گذشتہ دورے میں بمقام ڈھاکہ مولانا مودودی پر عائد فرمایا ہے۔ ہماری رائے میں یہ الزام اصل بنائے نزاع کو بہت صفائی سے سامنے لے آتا ہے۔ بدیں وجہ اس پر چند تفصیلی کلمات عرض کرنے کی ضرورت ہے۔

مشرقی پاکستان میں دینی حس نسبتہً زیادہ پائی جاتی ہے اور اس وجہ سے وہاں علماء دین کی اہمیت سیاسی معاملات میں خاصی ہے۔ پھر وہاں کے علماء مطالبہ اسلامی نظام کے مخلص مؤید رہے ہیں اور وہ اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے بہرحال بے چین ہیں۔ خصوصیت سے مشرقی پاکستان کی جمعیت علمائے اسلام سید ابوالاعلیٰ مودودی کو مطالبہ نظام اسلامی کے محرک کی حیثیت سے قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ وہ جمعیت کے حلقے کے اکثر ذمہ دار علماء یہ جانتے ہیں کہ مولانا کی نظربندی کی اصل وجہ کیا ہے۔ چنانچہ جب وزیر اعظم اکتوبر ۱۹۴۹ء میں ڈھاکہ تشریف لے گئے تو یہ وہ وقت تھا کہ انکی حکومت کو مولانا مودودی اور انکے رفقاء کی میعاد نظربندی میں تازہ ترین اضافہ کئے ہوئے چند ہی روز گذرے تھے۔ اس موقع پر علماء کے دل خاص طور پر متاثر تھے۔ چنانچہ جمعیت علمائے اسلام کا ایک وفد وزیر اعظم صاحب سے ۱۵۔ اکتوبر کو ملا۔ اس وفد کی طرف سے گفتگو کے دوران میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ مولانا مودودی کو کیوں رہا نہیں کیا جاتا۔ جواباً وزیر اعظم فرماتے ہیں:

---

[۱] یہ سارے خطوط مولانا کے اعزہ اقربا کے پاس محفوظ ہیں اور عندالضرورت ہم ان کو شائع بھی کر سکتے ہیں۔ ان میں جذبہ حمیت حق اور صبر و استقامت کی اسپرٹ کے سوا اور کسی چیز کا مظاہرہ نہیں ہے جس پر گرفت کی جا سکے۔

"ابھی نہیں" ——— "وہ انتشار پھیلاتے ہیں"

ظاہر بات ہے کہ حضرات علماء کے لئے یہ جواب اطمینان بخش نہیں تھا، وہ محض لفظ "انتشار" پر تو کوئی حکم نہیں لگا سکتے تھے، بلکہ اس کا کوئی متعین مفہوم سامنے آنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ دو چار جملوں کے بعد انہوں نے پھر سوال کیا کہ آخر مولینا مودودی کا جرم کیا ہے؟ جواباً ارشاد ہوا کہ:

"میں نے کہا نا کہ مولانا مودودی انتشار پھیلاتے ہیں، وہ پاکستان کے امیرالمومنین بننا چاہتے ہیں۔ پاکستان تو ابھی بنا ہی نہیں بن لے تو پھر جس کا جو جی چاہے بنتا رہے!"

اس تازہ ترین الزام تراشی کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے ہم چند اشارات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں:-

الف: الزامات کی جو فہرست اوپر پیش کی جاچکی ہے، اس کے ساتھ اس الزام کو شامل کرکے سوچئے کہ کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ایک حقیقت تو اس سے یہ واضح ہوجاتی ہے کہ حکومت مولینا کی نظربندی کے بارے میں کوئی مستقل موقف نہیں رکھتی، بلکہ بار بار موقعہ دیکھ کر ایک نئی بات گھڑ کر بیان کردینے کا طریق کار اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرا نتیجہ اس بیان سے ازخود یہ نکلتا ہے کہ تمام سابق الزامات محض دفع الوقتی کے لئے تھے اور اصل بنائے نزاع شروع سے آخر تک یہی تھی کہ کہیں مولینا مودودی "ہیڈ آف دی سٹیٹ" نہ بن جائیں۔

ب:- وزیراعظم کا علماء سے یہ فقرہ کہنا کہ "مولینا مودودی امیرالمومنین بننا چاہتے ہیں" اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مخاطب حضرات کا خاص لحاظ کرتے ہوئے یہ بات کہی گئی تھی اور اس فقرے کے پس منظر وزیراعظم صاحب کا ذہن علماء کے متعلق ایک افسوسناک رائے چھپائے ہوئے ہے۔ علماء کے سوال کرنے پر انہوں نے سوچا کہ ان "مولویوں" کو کوئی ایسی بات بتانی چاہیئے جس سے یہ اس قید کو بلاتامل مناسب تسلیم کرلیں۔ انکی رائے میں مولوی پیدائشی تنگدل اور حاسد ہوتا ہے اور وہ یہ کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی مذہبی منصب اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کو حاصل ہوجائے۔ علماء کے متعلق اس حسن ظن کی بنا پر انہوں نے فوراً یہ الزام برسرموقع تصنیف کرڈالا کہ "وہ امیرالمومنین بننا چاہتا ہے" اور اسے

اس اطمینان کے ساتھ بیان کر دیا کہ ان کے مخاطب جتنے علما ہیں وہ سب کے سب یہ بات سُن کر دل ہی دل میں اُنکا شکریہ ادا کرینگے کہ ایسے خطرناک آدمی سے انہوں نے علما کو بچا لیا۔

ج: اس الزام میں کوئی وزن جب ہو سکتا تھا کہ وزیراعظم صاحب اس کے ثبوت کیلئے کوئی دلائل و شواہد بھی بیان فرماتے۔ سوال یہ ہے کہ آپکو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ فلاں شخص امیرالمومنین بننا چاہتا ہے۔ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو پیش فرمائیں اور اگر یہ محض ایک نتیجہ ہے جو اس بات سے نکال لیا گیا ہے کہ وہ شخص اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کر رہا تھا اور اس کی تشکیل کی صورتیں بنا رہا تھا تو خود آپکا مسلم لیگ کی تحریک کیلئے کوشش کرنا آخر یہ نتیجہ نکالنے کیلئے کیوں نہ کافی ہو کہ آپ یہ سب کچھ وزیرِاعظم بننے کیلئے کر رہے تھے؟ اور اسطرح کے الزام سے دنیا کی اگلی پچھلی شخصیتوں میں سے آخر کون بچ سکتا ہے؟

پھر اگر آپکا وزیر اعظم بن جانا کوئی گناہ نہ تھا تو کسی اور کا امیرالمومنین بن جانا آخر کونسا گناہ ہو جاتا جس کی روک تھام کی آپکو یہ فکر کرنی پڑی؟ کیا سب کچھ بن جانے کے پیدائشی حقوق صرف آپ ہی کے لئے مخصوص ہو چکے ہیں۔

آخر وہ کونسا آئین و قانون ہے جس کی رُو سے آپکے جمہوری نظام میں کسی شخص کیلئے یہ بات جُرم ہو کہ وہ ہیڈ آف دی سٹیٹ بننا چاہتا ہے۔ جمہوری نظام کی تو تعریف ہی یہ ہے کہ اس میں اقتدار کی کرسی کسی کے باپ کی جائداد نہیں ہوتی، بلکہ ہر شخص پبلک کی تائید حاصل ہونے پر اس پر قبضہ کر سکتا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے یہ کونسی نرالی جمہوریت ایجاد فرمائی ہے جس میں سب کچھ بن جانا صرف انہی کا پیدائشی حق ہے اور دوسروں کیلئے یہ جرم مستلزم سزا ہے؟

اور پھر تضادِ دعویٰ کی یہ ایک افسوسناک مثال ہے کہ وزیراعظم صاحب اپنی اسلامی ریاست کے بارے میں دستور یہ کے بھرے اجلاس میں کھڑے ہو کر غیر مسلم اقلیت کو تو یہ اطمینان دلائیں کہ اس ریاست کے نظم و نسق کا سربراہ کار — یعنی امیرالمومنین — ایک غیر مسلم تک بن سکتا ہے لیکن ایک مسلمان عالم دین کیلئے یہ منصب شجرِ ممنوعہ ہے؟ کیا کہنے ہیں اس اسلامی ریاست کے!

بھی وہ فہرست الزامات جس میں سے ہر الزام کسی دوسرے کا ناسخ بھی ہے اور کسی دوسرے کے ذریعے منسوخ بھی ہوجاتا ہے۔

اب ارباب حکومت کا ایک اور دلچسپ تضاد بھی ہم بیان کئے دیتے ہیں جس کے ذریعے واقعات کو سمجھنے میں مزید سہولت ہوگی

پبلک یہ جاننے کے لئے ہمیشہ بیتاب رہی ہے کہ مولینا کی گرفتاری، نظر بندی اور اس میں مسلسل اضافوں کی اصل ذمہ داری کس پر ہے؟ ــــ پنجاب کی سی آئی ڈی پر، وزارت پنجاب پر، یا مرکزی کابینہ پر؟ اس سوال کا کوئی متعین جواب آج تک نہیں مل سکا۔ بلکہ اس پہلو سے بھی "جتنے منہ اتنی باتیں" کی کیفیت سمجھ میں آتی ہے۔ حسب ذیل ارشادات قابل غور ہیں:۔

(۱) "انجام" مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۴۸ء کی جس خبر کو اوپر درج کیا گیا ہے اس سے صراحۃً یہ اشارہ ملتا ہے کہ جماعت اسلامی کے خلاف سخت گیرانہ طرز عمل اختیار کرنے میں مرکزی حکومت ہی نے پہل کی ہے اور اس سلسلے میں اس نے ضروری احکام جاری کئے ہیں۔ یہ مرکزی حکومت ہی تھی جس کی نگاہ میں مولینا مودودی سب سے پہلے "خطرہ" بنے اور انکی سرگرمیاں تشویشناک ہوگئیں

(۲) گرفتاری سے چند ہی روز قبل وزیر داخلہ پاکستان مولینا سے ملاقات فرماتے ہیں اور ان سے ان تمام مسائل کے بارے میں تصریحات معلوم کرتے ہیں جو ان دنوں زیر بحث تھے۔ اس ملاقات کے بعد فوراً ہی گرفتاری عمل میں آجاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مولینا کی سرگرمیوں سے (ل ۸ ء D) کرنا صوبائی حکومت کا کام تھا تو وزیر داخلہ کو خاص ملاقات کرنے کی ضرورت کیا تھی اور اگر وزیر داخلہ نے ملاقات کی تھی تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے مولینا کے معاملے میں صوبائی حکومت کو رہنمائی بہم نہ پہنچائی۔ یہ ملاقات اس بات کی گواہ ہے کہ مولینا کے معاملے میں مرکزی حکومت براہ راست دلچسپی لے رہی تھی۔

لیکن ہائی کورٹ میں مولینا محمد علی قصوری کی ہیبس کارپس کی درخواست پر جب مولینا مودودی کی نظر بندی کا مسئلہ زیر بحث آیا تو سرکاری نمائندے نے یہ بیان دیا کہ گرفتاری کی کاروائی ڈی) ایس پی سی آئی ڈی

نے بطور خود کی تھی، اوپر کی کسی اتھارٹی کا کوئی فیصلہ اس بارے میں نہ تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ ابتدائی گرفتاری اور پھر نظر بندی میں اضافے صوبائی سیفٹی ایکٹ ہی کے تحت ہوئے ہیں اور بظاہر مرکز سے اس معاملے کو کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے لیکن مرکزی اکابر کے بیانات کچھ اور ہی شہادت دیتے ہیں (جنکا ذکر کیا جا رہا ہے)

(۳) مرکزی حکومت کی طرف سے تین ذمہ دار ہستیوں کے بیانات اس بات پر صاف صاف دلالت کرتے ہیں کہ مرکز مولینا کی نظر بندی اور اس میں اضافوں کے معاملے سے بے تعلق نہیں ہو سکتا، بلکہ الٹا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ مرکزی پالیسی کے تحت ہوا ہے۔ پہلا بیان قرارداد مقاصد کی بحث کے دوران میں سردار نشتر کا ہے، دوسرا بیان وزیر داخلہ خواجہ شہاب الدین صاحب کا ہے جو آپ نے لائلپور میں ایک وفد کے سامنے دیا ہے، تیسرا بیان خود وزیر اعظم کا ہے جو موصوف نے ڈھاکہ میں علما کے جواب کے طور پر ارشاد فرمایا۔ ان تینوں بیانات کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ یہاں صرف یہ واضح کرنا مطلوب ہے کہ ان بیانات نے مولینا کی نظر بندی کی ذمہ داری براہ راست مرکز پر ڈال دی ہے۔

حالانکہ بظاہر سارا معاملہ صوبائی سیفٹی ایکٹ کے تحت تھا اور صوبائی حکومت ہی تک اس کی ذمہ داری محدود رہنی چاہیئے تھی۔

ان اشارات پر غور فرمایئے۔ یہ ظاہر ہے کہ ہائیکورٹ میں نمائندہ حکومت نے مولینا کی گرفتاری کی ذمہ داری گو ڈی، ایس، پی (سی آئی ڈی) پر ڈالی ہے تو ہم اس کی قطعی تردید تو نہیں کر سکتے، لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ڈی، ایس، پی کا یہ کام نہیں کہ "انجام" کی خبر کے مطابق جماعت اسلامی کے متعلق اس نے سخت کارروائی کرنے کا کوئی فیصلہ کراچی کی سرکاری فضاؤں میں کیا ہو، پھر ڈی، ایس، پی کا یہ کام بھی نہیں کہ اس نے ایک نیم سرکاری آدمی کو مولینا کے پاس ایک خاص مسئلہ کرید کر معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہو، پھر ڈی، ایس، پی کا یہ کام بھی نہیں کہ اس نے آزاد کشمیر ریڈیو سے، ملک کے اخبارات کے ذریعے اور سرکاری علماء کی مدد سے مولینا مودودی کے خلاف بدگمانیاں اور اشتعال پھیلانے کی کوئی مہم شروع کی ہو، پھر ڈی، ایس، پی کا یہ کام بھی نہیں کہ اس نے خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ پاکستان کو مولینا کی گرفتاری عمل میں لانے سے قبل مولینا سے ملاقات کرنیکا مشورہ دیا ہو، پھر ڈی، ایس، پی کا یہ

کام بھی نہیں کہ محکمہ تعلقات عامہ کے ذریعے اس نے ایک خاص طرح کا پروپیگنڈا کیا ہو۔ اور نہ یہ کام اسکے کرنے کا تھا کہ اس نے کسی کو نظر بند کیا ہو، کسی کو چھ چھ ماہ کیلئے پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت بند کیا ہو۔ یہ سارے کام تو جنرل ڈی ایس پی سی آئی ڈی کے چیف فرائض بالائے ہیں۔

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مولینا مودودی اور انکے رفقاء کی نظر بندی کے بارے میں ہمارے اکابر کی روش میں کتنے کھلے کھلے تضاد موجود ہیں۔ یہ تضاد بتاتے ہیں کہ امر واقعہ کچھ اور ہے اور ظاہر اسے دوسری شکل دینے کی کوشش کی جاتی رہی ہیں۔

حکومت کی کمزور پوزیشن کو ملک میں عوامی پیمانے پر محسوس کیا جا چکا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کا کوئی بڑا شہر، قصبہ، یا دیہی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں سے مولینا مودودی اور انکے رفقاء کی رہائی کیلئے بار بار مطالبے نہ ہو چکے ہوں۔ اگر ایسا کوئی علاقہ یا مقام ہمیں بتایا جائے تو ہم وہاں سے اب بھی عوامی رجحانات کا کھلا کھلا مظاہرہ کرا سکتے ہیں۔ بلکہ ہم پورے دعوے سے یہ بات کہتے ہیں کہ پورے پاکستان میں یا اسکے کسی ایک شہر میں — جس میں ارباب حکومت اپنا اثر زیادہ سے زیادہ گہرا محسوس کرتے ہوں — استصواب کرا لیا جائے کہ لوگ مولینا مودودی اور انکے رفقاء کی نظر بندی کے حق میں ہیں یا انکی رہائی چاہتے ہیں!

پھر اس ملک میں کوئی اہم سیاسی و دینی جماعت — بجز مسلم لیگ کے — ایسی نہیں ہے جو مولینا کی نظر بندی کے خلاف اظہار بیزاری نہ کر چکی ہو۔ اخبارات کی اکثریت پورے زور سے گذشتہ ستمبر میں مولینا کی رہائی کیلئے نوٹ شائع کر کے اپنے جذبات کا اظہار کر چکی ہے۔ مختلف سیاسی لیڈر اور حضرات علماء مولینا کی نظر بندی کے خلاف اپنی تقاریر میں احتجاج کر چکے ہیں۔ خود جماعت اسلامی کے زیر اہتمام پاکستان بھر میں آج تک جتنے جلسہ ہائے عام ہوئے ہیں ان میں سے قریب قریب ہر ایک میں پوری عوامی تائید کے ساتھ مطالبہ رہائی کے ریزولیوشن پاس ہو چکے ہیں۔ مولینا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی حکومت کے اکابر کے سامنے ہی جا جا کر بار بار اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے ہیں اور وہ مولینا کی نظر بندی کے صدمے کی پھانس سینے میں لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔

علاوہ بریں ہمارے اکابر کو تجربہ ہو چکا ہے کہ وہ جدھر رُخ کرتے ہیں ہر طرف سے مولینا مودودی کی نظر بندی کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور احتجاج ہوتا ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم مشرقی پاکستان گئے تو وہاں یہی ہوا۔ وہ صوبہ سرحد میں تشریف لے گئے تو ضلع ہزارہ میں ایک مقام پر کھلے مجمع میں ان سے نوجوانوں نے یہی سوال کیا۔ اور وزیر داخلہ پیر

جاتے ہیں تو ان کے سامنے یہی مسئلہ آتا ہے، یہاں تک کہ وہ حج پہ گئے تو عرب میں بھی اس مسئلے نے انکا خیر مقدم کیا اور حرم نبوی کے ایک دربان نے انکا بازو تھام کے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ مولینا مودودی کو قید میں رکھ کر خدا کو کیا جواب دو گے! ـــــ اور جواب کہاں تھا!

ہمارے محترم اکابر کو ان حالات کے پیش نظر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا اخلاقی موقف بہت ہی کمزور ہو چکا ہے اور اس کمزور موقف کے ساتھ اگر انہوں نے اپنے ظلم کو مزید کچھ عرصہ کیلئے جاری رکھا تو اس کے نتائج خود انکے حق میں اچھے ثابت نہ ہونگے، کیونکہ اللہ تعالٰی جب محاسبے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر اسکی گرفت بہت ہی سخت ہوتی ہے۔

ہم اپنے حکمرانوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ حسب ذیل صورتوں میں سے کسی ایک کو اختیار فرمالیں:

(۱) مولینا مودودی اور انکے رفقاء کے خلاف وہ سوچ کر کوئی متعین جرم عائد کریں اور پھر اُسے کسی باقاعدہ عدالت[ملہ] کے سامنے لے آئیں جو ملزم کو جواب دعوٰی پیش کرنیکا پُورا پُورا موقعہ دے اور پھر پبلک لاء کے ماتحت معاملے کا باقاعدہ فیصلہ ہو۔

(۲) حکومت سارے الزامات مرتب کرکے دلائل سمیت پریس کے حوالے کردے اور دوسری طرف مولینا مودودی اور انکے ساتھیوں کو حق دیا جائے کہ وہ بھی اس کا جواب پورے دلائل کے ساتھ قلمبند کرکے پریس کو دے دیں۔ اس طرح حکومت کی فرد قرارداد جرم اور اس کا جواب تمام اخبارات میں پہلو بہ پہلو شائع ہو جائیں۔ اس کے بعد پبلک خود فیصلہ کریگی کہ حق کس طرف ہے اور ظلم کدھر سے ہو رہا ہے۔

(۳) ایک پبلک جلسہ منعقد کرکے ہمارے حکمران اپنا دعوٰی صاف صاف طریق سے بیان کردیں اور دوسری

ملہ موجودہ سیفٹی ایکٹ اور سیفٹی آرڈیننس کے تحت کسی تجربہ کار جج کی رپورٹ حاصل کرنیکے لئے جو دفعہ شامل ہے، وہ عدالت کو باقاعدہ عدالتی کارروائی کا کوئی موقع نہیں دیتا۔ کیونکہ اس دفعہ کے تحت عدالت صرف حکومت کے فراہم کردہ کاغذات پر نظر ڈالنے کی مجاز ہے اور حکومت کی اجازت کے بغیر وہ براہ راست ملزم کو اظہار دینے کے لئے طلب نہیں کر سکتی، پھر اگر ملزم کو طلب کرنے کا موقع اسے مل بھی جائے تو وہ اس امر کا اختیار نہیں رکھتی کہ اصل الزام اور بنائے گرفتاری پر شہادتیں لے کر تحقیقات کرے اور اس کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ دے، پھر اگر وہ کوئی فیصلہ دے تو بھی اس کی یہ حیثیت نہیں کہ وہ براہ راست عدالت کے حکم سے نافذ ہو جائے بلکہ وہ فیصلہ بطور ایک سفارش کے مدعی (یعنی حکومت) کے سامنے رکھ دیا جائیگا، اور وہ چاہے تو اسے جوں کا توں قبول کرے، چاہے تو اس میں ترمیم کرے اور چاہے تو اسے رد (REJECT) کر دے۔ اس قسم کی عدالتی کارروائی مطلوب نہیں، بلکہ یہ تو قانون و عدالت کا مذاق اڑانا ہے۔

طرف سے اس دعویٰ کا جواب پیش کر دیا جائے۔ پھر حاضرین خود ہی فیصلہ کرلیں گے کہ اصل بنائے نزاع کیا ہے اور زیادتی کرنے والا کون ہے۔

(۴) کسی بند کمرے میں چیدہ علماء، صحافیوں اور سیاسی لیڈروں کی ایک سنجیدہ مجلس منعقد کر کے دو طرفہ بیانات اس کے سامنے رکھ دیئے جائیں اور وہ "اسلامی عدل" کی رو سے معاملے کو طے کرے۔

(۵) رائے عام سے استصواب کر لیا جائے۔

ان پانچوں صورتوں میں سے اگر حکومت کسی کو قبول کرنے کی اخلاقی جرأت نہ رکھتی ہو تو پھر مردانگی کی راہ صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے اکابر پوری صفائی سے یہ اعلان کر دیں کہ مولانا مودودی اور انکے رفقاء جس تحریک اقامت دین کو لے کے اٹھے ہیں ہم اسکے روادار نہیں ہیں، نیز ان حضرات کی سرگرمیوں کی وجہ سے ہماری کرسیوں کو خطرہ ہے، اسلئے ہم مجبور ہیں کہ ان پر تشدد کریں اور انکی شہری آزادی پر ہاتھ صاف کریں۔ اگر ہمارے حکمران یہ اعلان کر دیں تو پھر انکا حملہ سامنے سے ہوگا، اور اس صورت میں ہم انکی کسی زیادتی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنیکی ضرورت نہ سمجھیں گے، بلکہ فراخدلی سے ظلم و تشدد کے سائے میں رہتے ہوئے اپنا کام کرتے چلے جائیں گے — انشاء اللہ العزیز!

لیکن اگر خدانخواستہ ہمارے ارباب اقتدار اونچی کرسیوں پر بیٹھ کر اس بات کے منتظر ہوں کہ جماعت اسلامی کا کوئی وفد انکی خدمت میں مولانا مودودی اور ان کے رفقاء کی رہائی کیلئے درخواست لے کے حاضر ہوگا، یا ان کے بارے میں کچھ لوگ "دربار عالی" میں صفائی دینے کو پیش ہونگے[1] تو اس معاملے میں ہم انکو ہمیشہ کیلئے مایوس کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ مولانا مودودی اور انکے رفقا کا "مقدس جرم" اس سے بہت بلند ہے کہ اسکے بارے میں کوئی صفائی کسی کے سامنے پیش کی جائے یا اس جرم پر جو سزا دی جا رہی ہو اس میں تخفیف کیلئے درخواست رحم کسی کے سامنے رکھی جائے۔ یہ جرم بندگان حق کے لئے ہمیشہ قابل فخر رہا ہے، اور اس جرم کی عقوبتیں ہمیشہ زندگی بخش ثابت ہوئی ہیں۔

ان کلمات سے ہمارا مدعا یہ نہیں ہے کہ ہم کو اپنے حکمرانوں سے ملنے میں کوئی عار ہے، یا اس معاملے میں کوئی کبر و نخوت کا جذبہ حائل ہے۔ ہرگز نہیں! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے دین کی دعوت اونچے سے اونچے اور نیچے سے

[1] ہم تک ایسی باتیں بہرحال پہنچی ہیں جن سے ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں ایسی خواہش کے موجود ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم ان کو بھی پیش کر دینگے۔

نیچے لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اور اللہ جتنی جتنی توفیق ہمیں دیتا ہے اس کیلئے مواقع پیدا کرنے میں ہم کوتاہی نہیں کرتے لیکن دعوت پہنچانے کیلئے ملاقات کرنا اور چیز ہے اور اپنے رفقاء کیلئے درخواست رہائی لے کے حاضر ہونا چیزے دیگر! یہ انتہائی ذلیل حرکت ہے جسے تحریک اسلامی کا مزاج گوارا نہیں کرتا

اس بات کے دروازے تو بہر حال کھلے تھے کہ اگر ہمارے حکمران جماعت سے کسی معاملے میں ضروری تشریح طلب کرتے تو بلا کم و کاست اصل حقیقت انکے سامنے رکھ دی جاتی، جیسا کہ اس سے پہلے خواجہ شہاب الدین صاحب وزیر داخلہ اور نواب ممدوٹ (سابق وزیر اعظم مغربی پنجاب) نے بعض معاملات میں مولینا مودودی سے براہِ راست گفتگو کرنے کے مواقع نکالے تھے، اور مولینا نے ہر معاملے میں صاف صاف اپنی رائے ان حضرات کے سامنے رکھ دی تھی۔ اس کے دروازے آج بھی کھلے ہیں۔

لیکن یہ بہرحال اسلامی تحریک کے مزاج کے خلاف ہے کہ اربابِ اقتدار کے سامنے مولانا مودودی کے لئے آزادی کی بھیک مانگی جائے۔ خدا ہمیں غیرتِ دینی اور صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اصل مقاصد جن کے لئے مولینا اور انکے رفقاء کو نظر بند رکھا گیا ہے، ان سے اب ملک نا واقف نہیں ہے، اور وہ یہ ہیں:-

(۱) مولینا کی نظر بندی کا مرکزی مقصد ابتداءً تو یہ تھا کہ "مطالبہ نظام اسلامی" کی مہم کو شکست دی جائے لیکن اس میں ہمارے لیڈروں کو ناکامی ہو چکی ہے اور تحریک مطالبہ نے انکو قرار دادِ مقاصد منظور کرنے پر مجبور کر دیا ہے چنانچہ اب مولینا کو آزاد نہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرار دادِ مقاصد کے الفاظ سے قوم کو مطمئن رکھ کر عمل کے خطوط وہ اختیار کئے جائیں جو قرار دادِ مقاصد کی عین مخالف سمت کو لے جاتے ہوں۔ ہمارے اس دعویٰ پر بیشمار واقعاتی شواہد موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری قیادت کے قول و فعل کا تضاد عوام پر پوری طرح واضح ہو چکا ہے اور اس تضاد کے خلاف انتہا درجے کی بیزاری کارفرما ہے۔ یہ بیزاری ایک صالح انقلاب پر منتج ہو کے رہیگی

(۲) مولینا کی روز افزوں مقبولیت کا سدِّ باب کرنا بھی ہمارے اکابر کے پیش نظر ہے لیکن وہ یقین جانیں کہ موصوف کی نظر بندی اس معاملے میں بالکل الٹا نتیجہ پیدا کر رہی ہے۔

(۳) شاید ہمارے حکمران یہ بھی گمان رکھتے ہیں کہ مولینا اور ان کے ساتھیوں کو قید و بند کے ذریعے ان کے

اصولوں سے ہٹایا جاسکتا ہے یا ان کے عزائم کو کمزور کیا جاسکتا ہے لیکن انہیں معلوم ہو ہی چکا ہوگا کہ ان کی یہ توقّعات بھی پوری ہونے والی نہیں ہیں۔

(۴) شاید یہ بھی سوچا گیا ہو کہ ان حضرات کی نظر بندی کی طوالت جماعت اسلامی کے نظم کو تہ وبالا یا اس کے حوصلوں کو پست کرنے میں نتیجہ خیز ثابت ہوگی، لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جماعت نے اپنے نظم کو سنبھال، اپنی سرگرمیوں کو بدستور جاری اور اپنے حوصلوں کو ٹھیک معیار پر قائم رکھّا ہے۔

(۵) آخری چیز جو اکابر کے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ مولینا کو نظر بند رکھ کر انتخابات منعقد کر لئے جائیں، تاکہ عوام ان سے اثر پذیر ہو کر ان کی پارٹی مقبوضہ کرسیوں سے ان کو محروم نہ کر دیں لیکن قطع نظر اس سے کہ ایسے انتخابات جن کے لئے ایک آزادانہ فضا مہیّا نہ کی گئی ہو اور جن کو منعقد کرتے ہوئے اپنے سے اختلاف کرنے والوں کو محبوس رکھا گیا ہو کبھی بھی ملک کی فلاح کا موجب نہیں ہوسکتے یہ حقیقت واضح ہے کہ آنے والے انتخابات بہرحال ایک گونہ انقلاب بپا کرنے کا ذریعہ ثابت ہونگے۔ اس طرح ادنیٰ ادنےٰ تدابیر سے شخصی اور گروہی مفاد کی حفاظت کرنا زیادہ دیر تک ممکن نہیں ہے۔

یہ ہیں نظر بندی کے اصل مقاصد لیکن ان میں ہمارے لیڈروں کو بہرحال کبھی کامیابی نہ ہوسکے گی

بہرحال آخر میں ہم اپنے فرمانرواؤں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کو آپ غلط فہمیوں میں مبتلا رکھنے میں کتنی ہی کامیابی کیوں نہ حاصل کرلیں، سوال یہ ہے کہ قرار داد مقاصد کو پاس کرنے کے بعد مولینا مودودی اور ان کے ساتھیوں کو جیل میں رکھ کر آپ آخر خدا کو کیا جواب دینگے؟ براہ کرم قرآن کھول کے اس میں یہ آیت ملاحظہ فرمایئے:۔

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ!